اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ اگر ہم اپنی تاریخ سے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو بھی نکال دیں تو ہمارے پاس رہ کیا جائے گا، اگر نصاب دینیات کو تاریخ اسلامی اور عبادات سے عاری رہنا ہے تو پھر چند آیات و احادیث کے ترجموں اور کچھ اخلاقی تعلیمات کو ـــــ "نصاب دینیات" کہنے کا تکلف بھی نہ کیجئے ۔ اگر ہم قوم کے معصوم بچوں سے توقع رکھیں کہ وہ تعلیمی زندگی کے بعد از خود تاریخ کے ضخیم دفاتر میں خلفاء راشدینؓ کے حالات اور فقہ و شریعت کے مطولات میں عبادات اسلامی کا مطالعہ کر لیں تو آگے چل کر وہ قرآن و حدیث اور اخلاقیات کا بھی مطالعہ کر لیں گے ان جھنجٹوں میں پڑیئے ہی نہیں بلکہ نظام تعلیم کو سیکولر ہی بنا دیجئے ۔ اللہ اللہ خیر سلا ویسے بھی ہمارے تعلیمی اداروں کی رونق شبنم اور زمرد ڈکیتی کیس کے "باہمت" نوجوان طالب العلم ہیروؤں کے دم قدم سے قائم رہے گی ۔

وفیات فضلاء دارالعلوم دیوبند اور علمی حلقوں کے لئے یہ خبر موجب غم ہوگی کہ اس سال کے آغاز (جنوری) میں دارالعلوم دیوبند کے ایک معمر بزرگ استاذ مولانا سید اختر حسین صاحب کا انتقال ہوگیا مرحوم دارالعلوم کے مشہور عارف باللہ مدرس مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ کے فرزند تھے پاکستان میں اکثر فضلاء دیوبند کو مولانا اختر حسین صاحب کا شرف تلمذ حاصل ہوگا افسوس کہ وفات کی اطلاع بہت تاخیر سے ملی ۔

---

۱۱ مئی تین بجے شب جدہ میں ایک مشاعرہ کے دوران ادب و تنقید کا ایک چراغ گل ہوگیا یعنی مولانا ماہر القادری انتقال فرما گئے ، تدفین جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کے اس خطہ میں نصیب ہوئی جہاں ہمارے سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ مدفون ہیں ، زہے نصیب ۔ بلند پایہ نعتیہ شاعری میں تو آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا ۔ زبان و انشاء کے معاملہ میں بہت سخت گرفت تھی ، دینی موضوعات میں بھی خاصی درک تھی مشرباً سلفیت کے قریب تھے ۔ ہر چند کہ وہ ایک خاص مسلک سے وابستہ تھے ۔ لیکن علم و ادب اور شخصیات و رجال کے معاملہ میں اوروں کے ساتھ بھی بخل سے کام نہ لیتے الحق اور یہاں کی دیگر مطبوعات کے ساتھ بھی ایسا ہی محبت کا معاملہ تھا۔ فاران کے آخری شمارہ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی قومی اسمبلی کی سرگرمیوں کی رپورٹ "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" پر تین صفحوں میں تبصرہ لکھا جو بھرپور خراج تحسین پر مشتمل تھا ۔ مرحومین کی یاد میں